



## سوال

(75) رزق کے حصول کے لیے انسانی محنت

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رزق کے حصول میں انسان کس حد تک مختار ہے؟ رزق میں زیادتی و کمی تقدیر پر منحصر ہے؟ یا انسان کی کوشش کا عمل دخل ہے؟

سوال یہ ہے کہ بندہ پر کسب رزق و معاش ضروری ہے؟ رزق انسان کی قسمت تقدیر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے انسان اگر کوشش بھی کرے تو وہی حاصل کر سکتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھا جا چکا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف "منہاج العابدین: 230، اردو ترجمہ مولانا محمد ذکریا" میں لکھتے ہیں:

(1) - "مکتوب علی ظہر النحوت والثور رزق فلان بن فلان فلا یزودا لحر یص الابد"۔

(2) - (الرزق مقسوم مفروغ منه ولیس تقوی تقی بزائدہ ولا فوجراف جرتا قصہ) (ص: 194)

احادیث سے ثابت ہے کہ رزق کا بڑھنا اور کم ہونا انسان کے اعمال کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے جس طرح روایت میں آتا ہے۔

(من سرہ ان یسط اللہ رزقہ وان ینسالہ من اثرہ فلیصل رحمہ) (صحیح البخاری کتاب البیوع باب من احب البسط فی الرزق (2067) (الحدیث)

رزق میں فراخی و وسعت ہر انسان کا فطری حق ہے مگر ہزار کوشش کرے نتیجہ اس کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ روایت کے مطابق مگر دوسری حدیث میں رزق کا بڑھنا اور کم ہونا انسان کے اعمال سے وابستہ نہیں ہے۔ مومن اور غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں۔ رزق دینا اللہ پر فرض ہے اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے (ص: 199، ایضاً) میں روایت بیان کی ہے۔

(اربعۃ قد فرغ منن الخلق والخلق والرزق والاجل)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

انسانی رزق محدود مقسوم ہے مکتوب میں ذرہ بھر کمی و بیشی واقع نہیں ہو سکتی۔ اور جن احادیث میں بعض اعمال خیر کی بنا پر رزق میں زیادتی کا ذکر ہے یہ بھی تقدیر کا حصہ ہے۔ انسان کو چونکہ مکتوب کا علم نہیں بلکہ اس بات سے بھی لاعلم ہے کہ کل اس نے کیا کچھ کرنا ہے اس بنا پر اس کو اعمال میں سعی کا حکم ہے اللہ رب العزت نے "سورة الانعام" میں

ان مشرکین کی پرزور تردید کی ہے۔ جنہوں نے شریکۂ افعال کے لیے۔ مشیت الہی کو وجہ جواز بنا چاہا اور جہ ابطال یہ ہے کہ اگر یہ دلیل و حجت ان کے لیے نفع بخش ہوتی تو اللہ ان کو متنوع عذاب میں مبتلا نہ کرتا بلکہ فرمایا:

حتیٰ ذاقوا بانسنا ۱۴۸ ... سورة الانعام

بعض روایات میں وارد ہے کہ تم میں سے ہر ایک کا جنت اور دوزخ میں ٹھکانہ لکھا ہوا ہے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی کیا ہم عمل کرنا چھوڑ دیں۔ صرف تقدیر پر بھروسہ و اعتماد کر کے بیٹھ جائیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا مت کرو۔

(اعملوا فقل یسر لنا خلق لہ) صحیح البخاری کتاب القدر باب جفت القلم علی علم اللہ (۶۵۹۶) و صحیح مسلم (۶۷۳۱)

"یعنی ہر ایک کے لیے وہ شی آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔"

سوال میں مشا زالیہ آسمان و اقوال میں بھی تقریباً اسی امر کی وضاحت ہے قضاء قدر سے کوئی شی خارج نہیں۔ ماشاء اللہ کان و ما لم یشالم لیکن

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(فالذی فی علم اللہ لا یتقدم ولا یتاخر والذی فی علم الملک ہو الذی یمکن فیہ الزیادۃ و النقص والیہ الاشارة بقولہ تعالیٰ (( یخوللہنا یشاء و ینبئ )) و عندہ اُمُّ الْکِتَابِ)) فالحووالا اثبات بالنسبۃ لما فی علم الملک و ما فی ام الكتاب ہو الذی فی علم اللہ فلا محوفیہ البتہ و یقال لہ: القضاء المبرم و یقال لاول: القضاء المعلق ((فتح الباری: 1/417)

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ شنائیہ مدنیہ

ج 1 ص 254

محدث فتویٰ